OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.02(22)u6.74-89

قرآن مجید کا تمثیلی اسلوب: ایک تحقیقی جائزہ

The Parable Style of The Holy Quran: A Researchomatic Review

Prof. Dr. Matloob Ahmad
Dean Faculty of Arts and Social Sciences, The University of Faisalabad.

Muhammad Qasim
Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad.

Dr. Uzma Begum
Associate Professor, PGC(Girls), Khirhik, Rawal kot, Azad Kashmir

Received on: 16-04-2022 Accepted on: 18-05-2022

Abstract

The Holy Qura'n is the book of Hidayah for all mankinds and its teachings are valid for all time and every place. The Holy Qura'n is a complete code of life. Therefore, there are many styles of literary forms used in Qura'n like parable, oath, debate and true stories method. The most important method is parable. "Mathal", "Mithal" words were used for parables in Qura'n. The parables of Qura'n are the various literary methods to effectively convey message of Allah and to educate the people from the teachings of Qura'n. Allah has adopted the way of parables in Qura'n for people so that they may think and take heed. The Holy Qura'n does not present the parables like common examples which are narrated on tong of people. Quranic parables defined the true concept of Allah, his Messengers and Day of Judgment. The main purpose of parables to show Allah's infinite knowledge. Each parable in Qura'n implicit a different narrative style appropriate to the theme. It is recommended that the method of coding parables should be included in curriculum at appropriate level.

Keywords: Quran, Parables, Examples, In Quran.

قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے۔ قرآن مجید کے نزول کا مقصد لوگوں کے لئے ہدایت کا رشد و سامان پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوگوں کی اصلاح کے لئے دنیاوی کتب سے مختلف اسلوب میں نازل کیا ہے۔ کسی مقام پر تو قرآن مجید میں قصصی اسلوب کو مد نظر رکھ کر لوگوں بات سمجھائی گئی ہے۔ اور کسی مقام پر تمثیلی اسلوب اختیار کیا گیا ہے قصصی اسلوب کے بعد تمثیلی اسلوب کو بہت ہی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید نے لوگوں کو غیر مرئی اور غیر محسوس چیزوں کی طرف بلایا ہے۔ ان میں اللہ، آخرت، قیامت، جنت و دوزخ وغیرہ پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان غیر مرئی و غیر محسوس اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے تمثیلی پیرائے میں بیان کیا ہے کیونکہ انسانی فطرت تمثیلی اشیاء کو جلد قبول کرتی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مثالیں دے کر لوگوں کو عام فہم اور سادہ انداز میں بات سمجھائی گئی ہے۔ قرآن مجید کے

تمثیلی اسلوب پر گفتگو کرنے سے قبل مثال کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ذکر کرتے ہیں:

مثال کا لغوی معنی:

مثال کا واحد "مِثل" اور مثل کے مختلف معانی ہیں۔ لسان العرب، میں مِثل کا معنی نظیر، صفت اور عبرت بیان کیا گیا ہے[1]۔ فیروزآبادی کہتے ہیں:

المِثْل ـ بالكسر والتحريك ـ الشبه ، والجمع أمثال ؛ والمَثَلُ ـ محرّكة ـ الحجة ، والصفة[2]۔

مِثل، "م" کے کسرہ اور "ث" سکون کے ساتھ مشابہت کے معنٰی میں ہے اور اس کی جمع اَمثال ہے اور مَثَل "م" کے کسرہ اور "ث" کے فتح کے ساتھ بمعنی حجۃ اور صفۃ ہے۔

لیکن صاحب صحاح کہتے ہیں:

المِثْل والمَثَل يدلاّن على معنى واحد وهو كون شيء نظيراً للشيء[3]۔

مثل (م کے کسرہ کے ساتھ، ث کے سکون کے ساتھ) اور مثل (م اور ث فتح کے ساتھ) ایک معنٰی میں ہے دونوں ایک معنی پر دلالت کرتے ہیں کہ ایک شئ کو دوسری شئ کے ساتھ مشابہت دینا۔

ويقول الزركشي (المتوفّ 794 هـ) : إنّ ظاهر كلام أهل اللغة أن المثل هو الصفة ، ولكن المنقول عن أبي علي الفارسي (المتوفّ 377 هـ) أنّ المثل بمعنى الصفة غير معروف في كلام العرب ، إنّما معناه التمثيل. (4)

امام زرکشی متوفی 794ھ کہتے ہیں کہ اھل لغت کا کلام تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مثل صفت کے معنٰی میں ہے لیکن ابو علی فارسی متوفی 377ھ سے منقول ہے کہ مثل صفت کے معنی میں غیر معروف ہے۔ اور مثل، تمثیل کے معنٰی میں مستعمل ہے۔ لیکن مختار قول وہی ہے جو ہم نے لسان العرب کا قول ذکر کیا ہے کہ مثل صفت کے معنٰی میں ہے۔ مزید اس پر صاحب لسان العرب قرآن مجید سے استشھاد پیش کرتے ہیں۔

"وذالک ان قوله تعالیٰ مثل الجنة5 تفسیر لقوله تعالیٰ (ان الله يد حل الذين اٰمنو وعملوا الصالحات جنات تجری من تحتها الانھار6- وصف تلک الجنات فقال مثل الجنة التی وصفها وذلک مثل قوله ذلک مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل ای ذلک صفة محمد واصحابه فی التوراة ثم اعلمهم ان صفتهم فی االانجیل کزرع"7

اللہ تعالیٰ کا قول "مثل الجنۃ" یہ تفسیر ہے "ان الله يدخل الذين آمنوا---الخ "کی۔ اس میں جنت کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یعنی جنت کی صفت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے "ذلک مثلهم فی التوراة--- "میں ہے معنی یہ ہے کہ محمد اور اصحاب محمد کی صفت توراۃ اور انجیل میں ہے۔

قرآن مجید میں مِثل بمعنی مشابہت بھی آیا ہے۔ فرمایا!

لیس کمثلہ شئی[8]۔

اس جیسا کوئی نہیں۔

مِثال کو "مثال "اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ دونوں چیزوں میں مشابہت اور مناسبت ہوتی ہے اسی وجہ سے اس مثال کو بمعنی مشابہت کہا جاتا ہے۔

مثال کی اصطلاحی تعریف:

اگر مثالوں کے استعمال کے آغاز وارتقاء کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ مثالیں لوگوں کے سامنے اس طرح مشہور ہوئی ہیں پہلے پہل کوئی واقعہ رونما ہوتا بعد میں وہ واقعہ یا بات اتنی بزد زبان ہو جاتی کہ لوگ اس واقعہ کو بطور مثال مختصر الفاظ میں بیان کر دیتے۔ مطلب یہ کہ مثال میں کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور مضمر ہوتا ہے پھر وہ واقعہ لوگوں میں اتنا شہرت اختیار کر جاتا ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ اس واقعہ کی بجائے صرف مثال کے الفاظ کو ہی یاد کر لیتے ہیں۔

سادہ الفاظ میں مثال سے مراد علمی حقائق کو محسوس کی جانے والی اشیاء سے تشبیہ دینا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے علمی حقائق اور عقلی مسائل کو عادۃً بغیر کسی تشبیہ و مناسبت کے سمجھنا بہت مشکل ہے۔ عقلی مباحث کو سمجھنے کے لئے مثال کا پیش کرنا نا گزیر ہے۔ مثال کی شرط یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عام اور شہرت رکھتی ہو جیسا کہ "جمہرۃ امثال العرب" میں ہے!

"سائر منتشر بين الناس ودارج على الألسنة فهو المثل"[9]

(وہ مثل لوگوں کے درمیان پھیل چکی ہو اور لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو۔ تب اس کو مثل کہا جائے گا۔)

لیکن مبرد[10] نے لوگوں کے درمیان مثال کی قبولیت کی شرط یہ بیان کی ہے کہ وہ مثال بطور عَلم (اسم) ہو۔

يقول المبرّد : فحقيقة المثل ما جعل كالعلم للتشبيه بحال الأوّل ، كقول كعب بن زهير :

وما مواعيدها إلاّ الأباطيل

كانت مواعيد عرقوب لها مَثَلاً

فمواعيد عرقوب علم لكل

ما لا يصح من المواعيد[11]

"اس مِثل کو مثال کہا جائے گا جو تشبیہ کی وجہ علم بن جائے۔ جیسے کعب بن زہیر کا شعر ہے:

عرقوب کے جھوٹے وعدے اس (محبوبہ) کے لئے مثال ہیں

تو پھر اس محبوبہ کے وعدے بھی سب کے سب جھوٹے ہونگے۔"

اس شعر میں "عرقوب" بطور علم (اسم) استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ "عرقوب" کا معنٰی کونچ، اور پہاڑی کا راستہ ہے۔ لیکن کسی زمانہ میں "عرقوب "ایک شخص تھا جو بہت ہی جھوٹے وعدے کرتا تھا لیکن بعد میں ''مواعید عرقوب''بطور مثال اور تشبیہ علم کی طرح مشہور ہو گیا۔

قرآن مجید کے تمثیلی اسلوب اور مثال میں فرق:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن بحیثیت کتاب "امثال" کی کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ نے قرآن مجید میں جو تمثیلی اسلوب اختیار کیا ہے اس کا مقصد غور وفکر اور عبرت حاصل کرنا ہے فرمایا:

"وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون" 12

(یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تاکہ لوگ اس میں غور وفکر کریں۔)

سابقہ تشریحات کی روشنی میں ہم نے جو "مثال" کا معنیٰ ومفہوم بیان کیا ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح کی مثالوں کا ذکر نہیں ہے کہ "مثال" سے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہو اور مثال کو مشابہت کی وجہ سے بطور علم (اسم) قرآن میں ذکر کیا گیا ہو کیونکہ مثالیں لوگوں کے ذہن میں راسخ ہوتی ہیں تاکہ ان مثالوں کی وجہ سے لوگ قرآن کی بات کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں۔ اس طرح کی کوئی مثال قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں مثال درج بالا معنی میں استعمال نہیں ہوئی ہیں۔ قرآن مجید کا "تمثیلی اسلوب" ہے۔ امثال بمعنی ضرب الامثال والا اسلوب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ امثال کسی حادثہ مبینہ یا خیالی واقعہ یا بار بار دھرائے جانے والے واقعات کی طرف اشارہ نہیں کرتی ہیں۔ اگر اس طرح کی مثالیں قرآن مجید میں پائی جاتیں تو پھر کفار مکہ کی باتیں تو سچ ثابت ہو جاتی ہیں کہ یہ قرآن تو پہلے لوگوں کے قصوں اور کہانیوں کی کتاب ہے۔ لہٰذا اس صورت میں قرآن عام لوگوں کی کہانیوں اور کہاوتوں کا مجموعہ ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن کا اسلوب "تمثیلی" ہے۔ اور اسی کو علماء بلاغت نے علم البیان میں "تمثیل" اور "مرکب مجاز" کا نام دیا ہے۔ تمثیل کی تعریف علامہ آلوسی نقل کرتے ہیں:

"اطلق علی الکلام البلیغ الشائع الحسن المشتمل اما علیٰ تشبیه بلا شبه او استعارة رائقة تمثیلیة وغیرھا او حکمة و موعظة نافعة او کنایة بدیعة اونظم من جوامع الکلم الکلم"۔13

(تمثیل کا اطلاق کلام بلیغ پر ہوتا ہے جو مشہور اور خوبصورت ہو۔ چاہے اس میں بغیر مشابہت کے تشبیہ یا تمثیلی استعارہ یا حکمت ونصیحت کی بات یا بدیع کنایہ یا جوامع الکلم کا کلمہ پایا گیا ہو۔)

لہٰذا درج بالا تعریف سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن میں اس طرح کی مثالیں نہیں پائی جاتیں جو ادیب لوگ یا دانا لوگ استعمال کرتے تھے۔

تمثیلی اسلوب کے فوائد:

ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

وقد ضرب اللہ ورسوله الامثال للناس لتقریب المراد تفهیم المعنیٰ وایصاله الی ذهن السامع واحضاره فی نفسهٖ بصورة الامثال الذی مثل به فقد یکون اقرب الیٰ تعقلهٖ وفهمه وضبطه واستحضاره له باستحضار نظیره۔ 14

تحقیق اللہ اور اسکے رسول نے اس لئے مثالیں بیان کی ہیں کہ لوگوں کو تفہیم معنی سے (اللہ کی) مراد کے قریب لانا، اس معنی کو سامع کے ذہن میں پہنچانا، اسکے دل میں اس معنی کو مثال کی صورت میں حاضر کرنا مقصد ہے۔ پھر بسا اوقات جس کے ساتھ تمثیل دی گئی ہے۔ اسکو مثال کی

وجہ سے معنی کو سمجھنے، یاد کرنے اور ذہن میں مستحضر رکھنے کی آسانی ہوتی ہے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"ان التمثيل --- اقوىٰ وسيلة الى تفهيم الجاهل الغبى"۔[15]

(تمثیل، جاہل اور غبی شخص کو بات سمجھانے کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔)

مثالیں دینا صرف قرآن مجید یا اھل عرب کا خاصہ نہیں ہے بلکہ دیگر اقوام بھی امثال کا استعمال کرتی ہیں اور بعض اوقات مثالیں مختلف اقوام کے درمیان مشترک بھی ہوتی ہیں اور ان کو پوری دنیا میں شہرت بھی مل جاتی ہے۔ قرآن مجید کے نزول کا مقصد لوگوں کو قصے اور کہانیاں سنانا نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کا اصل مقصد ھدایت کا سامان پیدا کرنا ہے۔ اور ھدایت کا براہ راست تعلق قرآن مجید سے ہے۔ لھذا قرآن کا اسلوب وہی ھدایت کے لئے اچھا اور مناسب ہوگا جس لوگ قرآن کی بات کی طرف کشاں کشاں دوڑتے آئیں۔۔ چونکہ تمثیل یا امثال نہ صرف عرب بلکہ اقوام عالم کی زبانوں میں مروج ہے۔ لھذا اللہ نے قرآن مجید میں دیگر اسلوب کے ساتھ ساتھ اس اسلوب کو بھی لوگوں کی ھدایت کے لئے مناسب سمجھا۔ اور قرآن کی بات تمثیلی انداز میں لوگوں کے سامنے بیان کیا۔

امثال القرآن پر لکھی گئی کتب:

مفسرین کی اصطلاح میں جب امثال القرآن کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے "تمثیل" ہی مراد ہوتی ہے نہ کہ امثال بمعنی ضرب الامثال ہوتا ہے۔ امثال القرآن پر بہت سے محققین نے باقاعدہ کتب تحریر کی ہیں جن میں چند نمایاں درج ذیل ہیں:

1. مجمع الامثال از احمد بن محمد نیشاپوری، متوفی 518ھ
2. امثال القرآن از جنید بن محمد القواریری، متوفی 298 ھ
3. امثال القرآن از ابراہیم بن محمد بن عرفہ، متوفی 333ھ
4. الدرۃ الفاخرۃ فی الامثال از حمزہ بن الحسن الاصفھانی، متوفی 351ھ
5. امثال القرآن از ابو علی محمد بن احمد الجنید الاسکافی، متوفی 381ھ
6. امثال القرآن از شیخ ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین السلمی، متوفی 412ھ
7. الامثال القرانیۃ، امام ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، متوفی 450ھ
8. امثال القرآن، از شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر الجوزیہ، متوفی 754ھ
9. الامثال القرآنیہ از عبد الرحمٰن حسن حنبکۃ۔
10. امثال القرآن از موئی احمد بن عبد اللہ الکور کنانی تبریزی، متوفی 1328ھ
11. امثال القرآن از ڈاکٹر محمود بن شریف۔

12. الصورۃ الفنیہ فی المثل القرآن از دکتور محمد حسین علی الصغیر۔

تمثیل قرآن کی اقسام:

تمثیل کی درج ذیل اقسام ہیں

اشاری تمثیل:

اس قسم میں مختلف پرندوں حیوانوں اور پتھر وغیرہ کی زبانوں سے اشارۃ اور کنایۃ دقیق اور بلیغ معانی مراد لئے جاتے ہیں۔یعنی مختلف چیزوں کے ذریعے تشبیہ دے کر بات سمجھائی گئی ہے۔اور اس اسلوب پر ابن مقفع کی مشہور زمانہ کتاب ''کلیلہ ودمنہ'' ہے۔قرآن مجید میں جتنے بھی سابقہ امم کے قصص بیان کئے گئے ہیں وہ اسی اسلوب کے مطابق ہیں۔جیسے حضرت آدم اور شیطان کا قصہ قرآن میں ذکر ہوا۔توان قصص کا مقصد خود قرآن بیان کرتا ہے:

"لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ماکان حدیثا یفتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شئی وھدی ورحمۃ لقوم یومنون"۔[16]

(بے شک ان قصص میں عقل مندوں کے لئے عبرت ہے یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں ہے لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔)

اللہ تعالی نے حضرت آدم کا واقعہ بیان کیا کہ ہم نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور جنت میں ٹھرایا پھر جنت سے زمین پر اتار دیا۔یہ تو واقعہ تھا مگر یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد سورہ بقرہ میں بطور عبرت کے کنایۃ فرمایا!

"والذین کفروا و کذبوا بأیٰتناأولٓئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون۔"[17]

(اور وہ جو کفر کریں گے اور آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔)

اللہ تعالی نے اس قبل خاص طور پر صرف حضرت آدم کی بات کی ہے مگر اس آیت میں مطلقا ارشاد فرمایا کہ جو بھی کفر کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا یہ آیت حضرت آدم کے متعلق خاص طور پر نہیں ہے۔بلکہ اشارتا تمام لوگوں کے لئے خطاب ہے۔

قصصی تمثیل:

زمانہ ماضی کے واقعات واحوالات کو عبرت کے لئے بطور تمثیل ذکر کیا جائے۔جیسے قرآن مجید میں ہے:

"ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ "۔[18]

(اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطورِ مثال پیش کرتا ہے۔وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں، مگر انہوں نے اپنے اُن شوہروں سے خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی نہ کام آسکے، دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاوآگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاو۔)

تمثیل طبعی:

اس میں غیر محسوس اور خیالی چیز کو محسوس چیز کے ساتھ مشاہدہ کر کے تشبیہ دی جائے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

"اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ "[19]

(دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہو گئی، پھر عین اُس وقت جبکہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں، یکایک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آگیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سوچنے، سمجھنے والے ہیں۔)

درج بالا آیت میں دنیاوی حیات کا فانی ہونا ایک وہمی اور غیر محسوس چیز تھی تو اس کو بارش کے ساتھ اگنے والی اس فصل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس پر بعد میں مصیبت آئی ہو اور وہ تباہ ہو گئی ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالی نے غیر محسوس چیز (حیات فانی) کو طبعی چیز (کھیتی کا اگنا، تباہ ہو جانا) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ کہ دنیاوی ذندگی کی مثال بھی ایسے ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے "تمثیل قرآن" کی ایک اور انداز میں دو قسمیں ذکر کی ہیں۔ ظاہر اور کامن۔

ظاہری تمثیل:

وہ ہے جس میں تمثیل بھی ہو اور اس تمثیل کی خود قرآن وضاحت کے ساتھ صراحت کر دے گے۔ اور اس تمثیل میں عمومی طور پر مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ کا ذکر ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے

"مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ"[20]

(ان کی مثال ایسی ہے: جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اُس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے اِن کا نورِ بصارت سلب کر لیا اور اِنہیں اِس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں اِنہیں کچھ نظر نہیں آتا۔)

اس آیت میں آگ کی تمثیل منافقین کے لئے ذکر کی گئی ہے۔

تمثیل کامن:

وہ ہے جس میں مثال اور مشابہت کا ذکر واضح نہ ہو قرآن مجید میں وہ آیات بھی "تمثیل کامن" کے زمرے میں آئیں گی جن آیات میں علامات تشبیہ مثلاً کاف اور مثل کو بھی ذکر نہ کیا گیا ہو۔ جیسے قرآن مجید میں ہے!

"اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ "[21]

(پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کے کنارے کھوکھلی بے ثبات جگہ پر رکھی ہو اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی جہنم میں رکھی جانے والی بنیاد کو اس بنیاد سے تشبیہ دی ہے کہ جو کسی نے نہر کے کنارے پر مکان کی بنیاد رکھی ہو اور نہر کے کنارے مکان کے گرنے کا خطرہ یقینی ہے۔ لھذا ان منافقین کی بنیاد جو نفاق اور فسق فجور پر رکھی گئی وہ بے بنیاد ہے۔ پس یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مومن اور منافق کا عمل برابر نہیں ہے۔ تمثیل کی اس قسم پر قرآن مجید میں بہت آیات ہیں۔[22]

مکی آیات میں تمثیل کا اسلوب:

اکثر طور ہر زبان، ہر ادب اور ہر شاعر کے کلام میں دیکھا گیا ہے کہ کوئی کلام یا ادب اپنے ماسبق کلام سے کچھ نہ کچھ چیزیں مستعار لیتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ شعر جاہلی کی ادبی جھلک ہمیں عصر اسلامی کے اشعار میں نظر آتی ہے اس طرح اموی اور عباسی دور کے شعراء نے بھی اپنے کلام میں اپنے سے پہلے لوگوں کی خصوصیات کو استعمال کیا ہے۔ لیکن قرآن مجید اس طرح کی چیز سے پاک ہے۔ قرآن کا اسلوب کا ایک اچھوتا اسلوب ہے کہ جب ہم مکی آیات کو دیکھتے ہیں تو قرآن کا مکی آیات میں تمثیل کا الگ اسلوب ہے۔ لیکن جب ہم مدنی آیات کو دیکھتے ہیں تو وہاں پر تمثیلی اسلوب مکی آیات سے مختلف نظر آتا ہے۔ چونکہ مکہ میں ہٹ دھرمی اور ضدی قسم کے مشرکین سے خطاب تھا۔ تو اللہ نے تمثیلات کے ذریعے کافروں کو اللہ پر ایمان، اس کی عبادت، آخرت اور رسولوں پر ایمان کی طرف بلایا ہے۔ تو جس انداز میں مشرکین کی ضد اور ھٹ دھرمی تھی اس انداز میں قرآن نے بھی ٹھوس، واضح اور عام فہم تمثیل میں مکی لوگوں سے خطاب کیا۔ ارشاد فرمایا!

"مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ښ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ"[23]

(ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنائے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔)

اس آیت میں اللہ نے مشرکین کے بتوں کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ اور تمثیل دی ہے کہ مکڑی کے جالے معمولی سی ہوا بارش کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان مشرکین کے خدا بھی ایسے ہیں کہ معمولی سی ٹھوکر کے ساتھ گر جاتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْــــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۔"[24]

(لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر

سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔)

قریش مکہ 360 بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان بتوں کو وہ زعفران سے غسل دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مکھی کی تمثیل دی کہ بتوں کا مکھی کو پیدا کرنا تو دور کی بات ہے یہ بت مکھی کو اپنے اوپر بیٹھنے اور گندگی کرنے سے بھی نہیں روک سکتے ہیں۔ مکھی کی تمثیل اس لئے بیان کی کیونکہ مکھی کی طاقت کا تو یہ عالم ہے کہ ہوا کے معمولی سے جھونکے کے ساتھ اڑ جاتی ہے۔ مگر معبودان باطلہ ان مکھیوں کو اپنے اجسام سے اڑانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اور اگر یہ طاقت رکھتے تو تم اتنے مہنگے زعفران کے ساتھ ان بتوں کو غسل نہ دیتے۔

مدنی آیات میں تمثیل کا اسلوب:

مکی آیات کے برعکس جب ہم مدنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں پر تمثیلی اسلوب مختلف نظر آتا ہے۔ چونکہ اب مخاطب زیادہ تر منافقین، یہودی اور مومنین تھے۔ تو قرآن نے ہر ایک گروہ کے لئے انکے عقیدہ کی وابستگی کو دیکھتے ہوئے تمثیلات بیان فرمائی ہیں۔ منافقین کو تمثیل کے انداز میں یوں خطاب کیا۔ فرمایا:

"مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِ هِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ صم بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ "۔ [25]

(اِن کی مثال ایسی ہے: جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اُس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے اِن کا نورِ بصارت سلب کر لیا اور اِنہیں اِس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں اِنہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، یہ اب نہ پلٹیں گے۔)

منافقین نے چونکہ اسلام تو قبول کیا تھا جیسے کسی نے آگ روشن کی۔ لیکن قبول اسلام کے بعد ان کا نور ایمانی سلب ہو گیا اور وہ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ درج بالا تمثیل منافقین کے مزاج کے عین مطابق تھی۔ جب یہود و نصاریٰ سے خطاب کی باری آئی تو تمثیلی اسلوب مشرکین مکہ سے مختلف نہ تھا۔ چونکہ یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو توراۃ اور انجیل کے عالم سمجھتے تھے۔ اور علم کی وجہ سے اپنی فوقیت اور برتری ظاہر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمثیل کے طور ان کو گدھوں کے مشابہ قرار دیا۔ فرمایا!

"مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ " ۔[26]

(جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں، اس سے بھی زیادہ بُری مثال ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔)

پھر جب مومنین کو قرآن نے تمثیلی اسلوب میں خطاب کیا تو قرآن نے مومنون کو نیکی کی طرف رغبت اور اللہ کی رضا کیلئے یوں خطاب فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ "۔ [27]

(جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر

بالی میں سو دانے ہوں۔اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، دو گنا عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔)

قرآنی تمثیلات پر اعتراضات:

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر مشرکین، منافقین اور یہود کے عقائد کی درستگی اور ان کے غلط نظریات کو درست کرنے کے لئے تمثیلات پیش کی ہیں اب ان تمثیلات پر یہود نے اعتراض کیا اور کہا:

"قال الحسن، قتادة لما ذكر الله الزباب العنكبوت فى كتابہ وضرب للمشركين بہ المثل ضحكت اليہودوقالوا ما يشبہ هذا كلام الله مانزل الله الايۃ۔"[28]

امام حسن اور قتادۃ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے مکھی اور مکڑی کی مشرکین کے لئے قرآن میں تمثیلات دیں تو ان مثالوں پر یہود ہنسنے لگے اور وہ بولے کہ یہ اللہ کا کلام کسی کے مشابہہ ہے؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"ان الله لا يستحى ان يضرب مثلاما بعوضۃ فما فوقہا فاما الذين فيعلمون انہ الحق من ربہم واما الذين كفروا فيقولون ماذا ارادالله بهذا مثلا يضل بہ كثيرا ويهدى بہ كثيرا وما يضل بہ الا الفاسقين"[29]

(بے شک اللہ تعالی اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کے لئے کسی ہی چیز کا ذکر فرمائے۔ مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصد ہے؟ اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے۔اور بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے۔اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو فاسق ہیں۔)

دور جدید کے کچھ مغربی مستشرقین نے بھی یہود کے اس اعتراض کو دھرایا ہے کہ قرآن تو عام چیزوں کی مثالیں دیتا ہے لیکن ان کے ذہن میں یہ بات رہے کہ امثال ذکر کرنے سے اور ان امثال والے الفاظ سے مقصد نہیں ہے بلکہ مثال کی غرض وغایت اور اسکے معنی مرادی کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ضرب الامثال کا استعمال:

قرآن مجید میں جو ہم روزمرہ کی زندگی میں "ضرب الامثال" یعنی کہاوتیں بولتے ہیں اس طرح کی قرآن میں کوئی بھی چیز نہیں ہے۔قرآن مجید میں جہاں بھی "ضرب مثل" کا لفظ بولا گیا ہے تو اس جگہ سے مراد تمثیل ہے نہ کہ "ضرب مثل" (کہاوتیں) مراد ہیں۔فرمایا:

"وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ "[30]

(یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں۔)

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا۔" [31]

(کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی۔)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا!

"وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ" [32]

(اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کس طرح وہ سوچیں۔)

ابن منظور و دیگر مفسرین نے صراحت کے ساتھ تفصیل بیان کر دی کہ قرآن میں "ضرب مثل" سے مراد "ضرب الامثال" نہیں ہیں بلکہ یہاں بھی "تمثیل" مراد ہے جیسے ابن منظور درج ذیل آیت کا معنی ذکر کرتے ہیں۔

واشتهد بقوله

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ [33]ای یمثل الله الحق الباطل۔[34]

واضرب لہم مثلا کا معنی یہ ہے کہ اللہ ان بستی والوں کے متعلق حق اور باطل کی تمثیل بیان کرتا ہے۔

تمثیلات قرآنی کے مقاصد واہمیت:

تمثیلات قرآن کی اہمیت کا اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ بڑے بڑے مفسرین نے اس عنوان پر مستقل کتب تحریر کی ہیں۔ اور ذیل میں محققین کے اقوال بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

امام ابوالحسن ماوردی فرماتے ہیں:

"من اعظم علم القرآن علم امثاله"[35]

(علم قرآن کے بڑے علوم میں سے علم الامثال ہے۔)

امام فخر الدین فرماتے ہیں:

"ان المقصود من ضرب الامثال انها تؤثر فی القلوب مالا یوثر وصف الشی فی نفسه"[36]

(امام رازی فرماتے ہیں کہ امثال دل پر اثر رکھتی ہیں۔ کیونکہ فی نفسہ وصف کوئی اثر نہیں رکھتا ہے۔)

شیخ عزالدین عبد السلام بیان فرماتے ہیں:

"انما ضرب الله الامثال فی القرآن تذکیرا ووعظا"[37]

(اللہ تعالی کا قرآن میں امثال بیان کرنے کا مقصد وعظ اور نصیحت ہے۔)

امام زرکشی فرماتے ہیں:

"ضرب الامثال فی القرآن یستفاد منه امور کثیرة التذکیر والوعظ والحث والزجر والاعتبار والتقریر وترتیب المراد للعقل وتصویره فی صورة المحسوس "[38]

(قرآن مجید میں موجود تمثیلات کے بہت فوائد ہیں۔ تذکیر، نصیحت، نیکی پر ابھارنا، ڈرانا، غور و فکر، یاد دہانی کرانا، عقلی مراد کو درست کرنا، غیر محسوس چیز کو محسوس صورت میں پیش کرنا ہیں۔)

امام ابوزہرہ فرماتے ہیں:

"مما ینابیع الاستدلال فی القرآن الیٰ تثبت قدرةالله وصدق ما یطلب الدین الحق وما اوتی به القرآن التشبیه و ضرب الامثال وقد ذکرالله فی القرآن انه یضرب الامثال ویبین الحقائق عن طریقه"[39]

(مطلب یہ کہ تشبیہ اور ضرب الامثال قرآن کریم کے ان استدلالی اسلوب کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔ جن کے ذریعے اللہ کی قدرت، دین حق کا مطلوب اور قرآن کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ اور جو قرآن میں تشبیہ اور ضرب الامثال کو لایا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید

میں ان کو ذکر کیا تاکہ وہ امثال کو بیان فرمائے اور اس اسلوب کے ذریعے سے حقائق کو وضاحت کے ساتھ بیان کرے۔)

قرآنی تمثیلات کے اہداف:

قرآنی تمثیلات کے اہداف اور مقاصد تو بہت لا محدود ہیں ذیل میں اھم اھداف کو ذکر کرتے ہیں۔

دعوت ایمان:

قرآن تمثیلات کا سب سے بڑا ھدف لوگوں تک ایمان کی دعوت کا پہچانا ہے۔قرآن مجید نے مختلف امثال کے ذریعے ایمان باللہ والرسول کی طرف بلایا ہے۔لوگ شرک وبدعت اور گمراہی میں مشغول تھے۔بتوں کی عبادت کی جارہی تھی۔اللہ تعالی نے بتوں کے معبود ہونے پر غلاموں کی تمثیل دی۔کہ جیسے تم اپنی جائداد میں غلاموں کو شریک نہیں ٹھہراتے ہو۔تو کیسے تم اللہ کی عبادت میں بتوں کو شریک ٹھہراتے ہو۔فرمایا!

"ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلاً من أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِنْ ما مَلَكَتْ أَيمانُكُمْ مِنْ شُرَكاءَ فيمارَزَقْناكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَواءٌ تَخافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ كَذلِكَ نُفَصّلُ الآياتِ لِقَومٍ يعْقِلُون"[40]

(اللہ تمہارے لئے خود تمہارے حال سے ایک مثال بیان فرماتا ہے۔کیا تمہارے لئے تمہارے غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو کیا تم سب اس میں برابر ہو؟ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو، ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لئے۔)

پھر اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر اس غلام کی تمثیل بیان فرمائی جو کسی چیز کا مالک نہیں ہے دوسرا وہ جو خرچ کرتا ہے۔تو کیسے وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ایسے ہی بت جو کسی چیز کے مالک نہیں ہیں وہ اللہ کے کیسے برابری کر سکتے ہیں۔فرمایا!

"ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً عَبْداً مَمْلُوكاً لا يَقْدِرُ عَلى شَيْءٍ وَمن رَزَقْناهُ مِنّا رِزْقاً حَسَناً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرّاً وَجَهْراً هَلْ يَستَوون الحمدُ للهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لايَعْلَمُون"[41]

(اللہ نے مثال بیان فرمائی ایک مملوک بندہ جو کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔اور ایک وہ جسے ہم نے اچھی روزی دی تو وہ اس میں چھپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے۔کیا وہ برابر ہو جائیں گے؟۔سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں سے اکثر کو خبر نہیں ہے۔)

پھر اللہ کے رسولوں پر ایمان لانے کی تمثیل کو قرآن نے کچھ یوں بیان کیا ہے۔:

"وَكَمْ أَرْسَلْنا مِنْ نَبِيٍّ فِي الأَوّلِينَ وَما يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبيٍّ إلاّ كانوا بِهِ يَسْتَهْزِءُون فَأَهْلَكْنا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشاً وَمضى مَثَلُ الأَوّلِين"[42]

(ہم نے کتنے نبی پہلی قوموں میں بھیجے اور ان کے پاس جو نبی آیا وہ اس کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔تو ہم نے ہلاک کر دیئے جو ان سے پکڑ میں سخت تھے اور اگلے لوگوں کا حال گزر چکا ہے۔)

ایمان کامل کے لئے ضروی ہے کہ قیامت، قبر کی زندگی، بعث بعد الموت اور جزاء وسزاء پر اعتقاد رکھا جائے۔یہ سب باتیں خلاف عقل

ہیں۔اس کے متعلق اللہ نے تمثیل بیان فرمائی:

"اوَلَمْ يَرَ الإِنْسانُ أَنّا خَلَقْناهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذا هُوَ خَصِيمٌ مُبِين وَضَرَبَ لَنا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قالَ مَنْ يُحيِي العِظام وَهِيَ رَمِيم قُلْ يُحْيِيها الّذي أَنْشَأَها أَوّلَ مَرّةٍ وَهُوَ بِكُلّ خَلْقٍ عَلِيم."[43]

(اور کیا انسان نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا اسی وجہ سے وہ صریح جھگڑالو ہے اور ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا۔ بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں۔ تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔)

ترغیب و ترہیب:

ترغیب کا معنی رغبت دلانا اور ترہیب ڈرانے کو کہتے ہیں۔اللہ نے قرآن مجید میں بہت مقامات پر تمثیلی اسلوب میں انسان کو نیکی اور اچھے کاموں کی رغبت اور برے اور گناہ کے کاموں سے ڈرایا ہے۔

"أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيّبَة أَصْلُها ثابِتٌ وَفَرْعُها فِي السَّماءِ تُوتي أُكُلَهَا كُلَّ حينٍ بِإِذْنِ رِبّهَا وَيَضْرِبُ اللهُ الأمْثالَ لِلنّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُون"[44]

(کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں، ہر وقت پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔اور گندی بات کی مثال اندرائن کے درخت کی طرح ہے۔ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قرار نہیں ہے۔)

اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ کی طرف رغبت دلائی فرمایا:

"مَثَلُ الّذينَ يُنْفِقُونَ أَمْوالَهُمْ في سَبيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلّ سُنْبُلَةٍ مائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضاعِفُ لِمَنْ يَشاءُ وَاللهُ واسِعٌ عَلِيم الّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوالَهُمْ في سَبِيلِ اللهِ ثُمّ لا يُتْبِعُونَ مَا أَنفقُوا مَنّاً وَلا أَذى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبّهِمْ وَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُون قَولٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُها أَذىً وَاللهُ غَنِيّ حَليم"[45]

(جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔)

اصلاح انسان:

اللہ تعالی نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر انسان نے دنیا میں آکر قتل وفساد اور ظلم کے بازار کو گرم کر دیا اور مقصد تخلیق بھول گیا تو اللہ تعالی نے انسان کو تمثیلات میں بھولا ہوا سبق یاد دلایا:

" وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيها رِزْقُهَا رَغداً مِنْ كُلّ مَكانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللهِ فَأَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الجُوعِ والْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُون وَلَقَدْ جاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظالِمُون"[46]

(اور اللہ نے مثال بیان فرمائی ایک بستی کی کہ ہر طرف سے امان اور اطمینان سے ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے بطور سزا بھوک اور ڈر کا لبادہ پہنادیا بوجہ ان کے کاموں کے۔)

اللہ نے درج بالا آیت میں انسان کی اصلاح کرتے ہوئے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری سے منع کیا ہے۔ پھر انسان دنیا کی لذتوں میں مصروف ہو گیا تو اللہ نے یہ تمثیل بیان فرمائی۔ فرمایا!

”وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الحَياةِ الدُّنيا كَماءٍ أَنْزَلْناهُ مِنَ السَّماءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَباتُ الأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيماً تَذْرُوهُ الرِّياحُ وَكانَ اللهُ عَلى كُلِّ شَيءٍ مُقتدِرا“[47]

(اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان فرمایئے۔ جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑاتی ہوں اور اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔)

نتائج تحقیق:

1. درج بالا تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے اللہ نے قرآن کو لوگوں کی ھدایت کے لئے مختلف اسلوب میں نازل کیا ہے۔ ان اسلوب میں سے ایک تمثیلی اسلوب ہے۔
2. قرآن میں وہ امثال نہیں ہیں جو لوگوں کی زبان پر رائج ہوں بلکہ قرآن میں تمثیلات ہیں جن کو علم بلاغت کی زبان میں استعارہ اور تمثیل کہتے ہیں۔
3. قرآن کا مکی آیات میں تمثیلات کا اسلوب مدنی آیات کے اسلوب سے مختلف ہے۔ مکی تمثیلات میں کفار اور مومنین سے خطاب جبکہ مدنی آیات میں یہود و نصاری، منافقین اور مومنین سے خطاب ہے۔
4. قرآنی تمثیلات کا مقصد دعوت ایمان، ترغیب و ترھیب اور اصلاح انسان ہے۔

سفارشات:

1. تمثیلات قرآنی پر اردو زبان میں مستقل طور پر کام کرنے اور کتاب لکھنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو قرآن فہمی میں آسانی ہو۔
2. اردو مفسرین کو چاہئیے کہ وہ اپنے حواشی میں تمثیلات کے مشکل الفاظ کی تشریح لازمی کریں۔
3. واعظین و مبلغین کو چاہئیے کہ وہ اپنے خطبات اور تقاریر میں قرآن امثال کثرت سے بیان کریں۔
4. قومی و صوبائی سطح پر نصاب کمیٹی کو سفارش کی جاتی ہے کہ قرآن کے تمثیلاتی اسلوب کی طرح نصابی کتب میں امثال کا مناسب استعمال کریں۔

حوالہ جات وحواشی

1. افریقی، ابن منظور، لسان العرب، مادہ مثل، دار اللسان بیروت، ج13، ص22
2. فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، متوفی 817ھ، القاموس المحیط، مادہ مثل، داد صادر بیروت، ج4، ص94
3. جوہری، اسماعیل بن حماد متوفی 398ھ، الصحاح، دار العلم بیروت 1404ھ، ج5، ص296
4. زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، متوفی 794، البرہان فی علوم القرآن، داراحیاء التراث العربی بیروت 1957، ج1، ص490
5. القرآن: محمد، 15
6. القرآن: الحج، 14
7. ابن منظور، لسان العرب، مادہ مثل، ج13، ص22
8. القرآن: الشوریٰ، 11
9. جوہری، اسماعیل بن حماد متوفی 398ھ، الصحاح، ج5، ص296، دار العلم بیروت 1404ھ، جمہرۃ الانساب، ج1، ص5
10. مبرد بہت بڑا علم نحو اور علم ادب کا امام ہے۔ علماء لغت نے اسکو حجت مانا ہے۔ مبرد کے اشعار اور اقوال حجت ہیں۔ حوالہ زیات، احمد حسن، تاریخ ادب عربی، ص123 اردو مترجم محمد نعیم صدیقی، مکتبہ دانیال لاہور
11. نیشاپوری، احمد بن محمد بن ابراہیم، متوفی 518ھ، مجمع الامثال، دار الکتب العربیہ بیروت، 1980ء، ج1، ص6
12. القرآن: العنکبوت، 43
13. آلوسی، سید محمود، متوفی 1270ھ، روح المعانی، ج1، ص163، دار الفکر بیروت 1417ھ
14. ابن قیم، محمد بن ابی بکر، متوفی 518ھ، اعلام الموقعین عن رب العالمین، مکتبہ الکلیات الازھریہ مصر 1388ھ، ج1، ص291
15. رازی، فخر الدین محمد بن ضیاء، متوفی 606ھ، تفسیر کبیر، مطبعہ الخیر مصر 1308ھ، ج1، ص156
16. القرآن: یوسف، 111
17. القرآن: بقرہ، 39
18. القرآن: التحریم: 10.
19. القرآن: یونس: 24
20. القرآن: بقرہ: 18,17
21. القرآن: توبہ: 109
22. سیوطی۔ جلال الدین، متوفی 911ھ، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ج2، ص1045
23. القرآن: عنکبوت: 41
24. القرآن: حج: 73
25. القرآن: بقرہ: 18,17
26. القرآن: جمعہ: 5

27. القرآن:بقرہ:261
28. قرطبیؒ، محمود بن احمد، متوفی 671ھ، دار الکتب المصریہ 1964ء، ج1، ص242
29. القرآن:بقرہ:260
30. القرآن:حشر:21
31. القرآن:ابراھیم:24
32. القرآن:زمر:27
33. القرآن:یٰس:13
34. ابن منظور، لسان العرب، مادہ ضرب، ج2، ص37
35. سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص1041،
36. رازی، تفسیر کبیر، ج2، ص72،
37. سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص1041،
38. زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص488،
39. سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص1041،
40. القرآن: روم:28
41. القرآن: نحل:75
42. القرآن:زخرف:6تا8
43. القرآن:یٰس:77تا79
44. القرآن:ابراھیم:24
45. القرآن:بقرہ:261
46. القرآن:نحل:112
47. القرآن: کھف:65

References

1 Afrikaan, Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Mada misl, Dar-ul-Lisan, Beirut, vol.13, p.22
2 Firuzabadi, Muhammad bin Ya'qub, d. 817AH, al-Qamoos al-Muhit, Mada Misl, Dadsadar, Beirut, vol.4, p.94
3 Jauhari, Isma'il bin Hamad d. 398 AH, Al-Sahaah, Dar-ul-Ilm, Beirut, 1404AH, vol.5, p.296
4 Zarkashi, Badruddin Muhammad bin Abdullah, d. 794, al-Burhan fi 'Ulum al-Qur'an, Dar-i-Ahya al-Tarath al-Arabi, Beirut, 1957, vol.1, p.490
5 Qur'an: Muhammad, 15
6 Qur'an: Al-Hajj, 14
7 . Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Material Misl, vol.13, p.22
8 Qur'an: Al-Shuri, 11
9 Jauhari, Isma'il bin Hamad d. 398 AH, Al-Sahaah, vol.5, p.296, Dar-ul-Ilm, Beirut, 1404AH,

Jamharat al-Ansab, vol. 1, p.5

10 . Mubard is the imam of great knowledge of syntax and literature. Scholars of the dictionary have considered it to be hujjat. Mubard's poems and sayings are hujjat. Reference ziyat, Ahmad Hasan, Tarikh-e-Adab-e-Arabi, p. 123Urdu translation Muhammad Naeem Siddiqui, Maktaba Daniyal Lahore

11 Nishapuri, Ahmad bin Muhammad bin Ibrahim, d. 518 AH, Majma al-'Amad, Dar-ul-Kutub al-Arabiya, Beirut, 1980, vol.1, p.6

12 Qur'an: Al-Ankabut, 43

13 Alusi, Sayyid Mahmud, d. 1270 AH, Ruh al-Ma'ani, vol.1, p.163, Dar-ul-Fikr, Beirut,1417 AH

14 . Ibn Qayyim, Muhammad ibn Abi Bakr, d. 518AH, Amal al-Muqaddin an-Rabb al-Alamin, Maktaba al-Kaliyat al-Azhariyya, Egypt, 1388AH, vol.1, p.291

15 Razi, Fakhr-ud-Din Muhammad bin Zia, d. 606 AH, Tafseer Kabir, Mutabah al-Khair Egypt, 1308 AH, vol.1, p.156

16 Qur'an: Yusuf, 111

17 Qur'an: Baqara, 39

18 Qur'an: Al-Tahreem: 10.

19 Qur'an: Yunus: 24

20 Qur'an: Baqara: 18, 17

21 Qur'an: Repentance: 109

.22 Sivati. Jalal-ud-Din, d . 911AH, Al-Ataqan fi Uloom-ul-Quran, Suhail Academy, Lahore, vol.2, p.1045

23 Qur'an: Ankabut: 41

24 Qur'an: Hajj: 73

25 Qur'an: Baqara: 18, 17

26 Qur'an: Friday: 5

27 Qur'an: Baqara: 261

28 Qurtabi, Mahmud bin Ahmad, d. 671 AH, Dar-ul-Kutub al-Misriyya, 1964, vol.1, p.242

29 Qur'an: Baqara: 260

30 Qur'an: Hashr: 21

31 Qur'an: Ibrahim: 24

32 Qur'an: Zamar: 27

33 Qur'an: Yas: 13

34 Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Material Zarb, vol.2, p.37

35 Sayuti, Al-Ataqan fi 'Ulum al-Qur'an, vol.2, p.1041.

36 Razi, Tafsir Kabir, vol.2, p.72.

37 Sayuti, al-Ataqan fi 'Ulum al-Qur'an, vol.2, p.1041.

38 Zarkashi, al-Burhan fi 'Ulum al-Qur'an, vol.1, p.488.

39 Sayuti, al-Ataqan fi 'Ulum al-Qur'an, vol.2, p.1041.

40 Qur'an: Rome: 28

41 Qur'an: Nahal: 75

42 Qur'an: Zakharf: 8-6

43 Qur'an: 79-77

44 Qur'an: Ibrahim: 24

45 Qur'an: Baqara: 261

46 Qur'an: Nahal: 112

47 Qur'an: Khaf: 65